ابوالکلام آزاد
کی
تاریخی شکست

ابُوالکلام آزاد

کی

تاریخی شکست

تحریکِ پاکستان کا ایک ناقابلِ فراموش باب

حِصّہ اوّل

ترتیب : مُحمّد جلال الدّین قادری

مکتبۂ رِضویّہ، لاہور

جُملہ حقوق محفوظ ہیں

○ کتاب — ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست
(رُوداد مُناظرہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)
○ مُرتّب — محمد جلال الدین قادری
○ کتابت — عبدالقیوم
○ صفحات — ۱۸۴
○ طبع اوّل — رجب ۱۴۰۰ھ / مئی ۱۹۸۰ء
طبع دُوم — جمادیٰ الاوّل ۱۴۱۷ھ / اکتوبر ۱۹۹۶ء
○ ناشر — مکتبۂ رضویہ ۴۴/۲ سوڈیوال کالونی مُلتان روڈ لاہور ۵۴۵۰۰
طابع — زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور
○ قیمت — ۷۵/- رُوپے

واحد تقسیم کار:
مُسلم کتابوی، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
فون: ۷۲۲۵۶۰۵

انقلابات و حادثات نے ماضی کے بہت سے نظریات کو یا تو رد کر دیا ہے یا اُن پر مُہر تصدیق ثبت کر دی ہے — آیئے ماضی کے ان مُشاہدات و تجربات کی روشنی میں ان نظریات کا جائزہ لیں —

فاضل بریلوی اور ترک مُوالات
مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، صفحہ ۵۲

بڑے جوش و خروش سے بُلائے پُہنچے. خِلافت کمیٹی کے اراکین اَور مجلسِ عاملہ کا اِنتخاب عمل میں آیا، اِس کانفرنس میں ابُوالکلام آزاد نے بھی شرکت کی. جس کا اثر یہ ہُوا کہ مُلک بھر میں آناً فاناً خِلافت کمیٹیاں قائم ہوگئیں اَور ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ اعتدال پسند جماعت مُسلم لیگ بھی تحریکِ خِلافت کے جوش میں آکر دب جائے گی. اپریل ۱۹۲۰ء میں مولانا حسرت موہانی نے دہلی میں "خدامِ خِلافت کانفرنس" مُنعقِد کی جس کا مقصد خِلافت کمیٹی کا مرکزی دفتر دہلی میں مُنتقل کرنا تھا.

تحریکِ خِلافت جن مقاصد کو لے کر اُٹھی وُہ بڑے پاکیزہ تھے، ان مقاصد میں مقاماتِ مُقدّسہ و مآثرِ شریفہ کی حِفاظت اَور سلطنتِ تُرکی کی بحالی شامل تھے. چُونکہ یہ مقاصد خالص اسلامی و رُوحانی اَقدار کے حامل تھے، ان کا تعلق براہِ راست مُسلمانوں سے تھا اس لیے برِعظیم کی باقی اقوام کو ان سے کوئی سروکار نہ تھا.

بریگیڈیئر گلزار احمد لکھتے ہیں :-

"قُدرت کی ستم ظریفی دیکھیئے کہ خِلافت تحریک کے دَوران دس کروڑ مُسلمانوں کا مُستقبل ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دیا گیا جو کسی طرح بھی اُن کا خیر خواہ نہیں کہلا سکتا تھا اَور جسے اِسلام سے دُور کا واسطہ نہ تھا." [1]

سردار مُحمّد خان عزیز رقمطراز ہیں :-

"مُسلمان تباہ و برباد ہو رہے تھے، لیکن اپنے جذبات کے جُنُون میں کسی کی نصیحت پر کان نہ دھر رہے تھے. ان کی سمجھ میں یہ معمُولی

---

[1] اِرشاداتِ قائدِ اعظم مطبُوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۲۲

سی بات بھی نہ آتی تھی کہ چلیئے ہندوستان کو سوراج دلانے کی بات تو ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن مہاتما گاندھی کو تُرکی خِلافت اَور تُرکی سلطنت سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے. خِلافت کے تحفّظ اَور عدمِ تحفّظ سے ان کا کیا تعلّق ہو سکتا ہے." [1]

مسٹر کرم چند موہن داس گاندھی مُسلمانوں کو اپنے زیرِ اثر لانے اَور ان پر اپنا تسلّط جمانے کے لیے مناسب موقع کی تلاش میں تھا. تحریکِ خِلافت سے مُسلمانوں کا دلی لگاؤ دیکھ کر فوراً مُسلمانوں کے مُطالبات کی تائید میں آگے بڑھا. مذکورہ ہیجانی اَور جذباتی کیفیت کا اندازہ لگا کر خِلافت کمیٹی اَور کانگرس میں اتحاد کرا دیا، بلکہ خِلافت کمیٹی کے ایک اِجلاس کی صدارت بھی کر ڈالی. [2] جون ۱۹۲۰ء میں بنارس میں آل اِنڈیا کانگریس

---

[1] سرگُذشتِ پاکستان مطبُوعہ لائل پُور ۱۹۷۳ء، ص ۵۹

[2] جس میں "سوامی شردھانند اَور کچھ اَور ہندو راہنما بھی شریک ہُوئے .... گاندھی جی نے اُردُو میں تقریر کی اَور پہلی بار "نان کوآپریشن" کی انگریزی ترکیب استعمال کی جس کا ترجمہ بعد میں ترکِ مُوالات (ابُوالکلام آزاد) اَور عدمِ تعاوُن (ظفر علی خان) نے کیا. گاندھی نے خِلافت کے ساتھ بڑے نفسیاتی انداز میں "گئو رکھشا" کا تذکرہ بھی کیا. اِس بارے میں وُہ "تلاشِ حق" میں لکھتے ہیں: "میرا یہ استدلال حاضرین کو پسند آیا اَور گئو رکھشا کے سُوال پر کانفرنس میں بحث نہیں ہُوئی، لیکن اس کے باوُجود مولانا عبدُالباری صاحب نے اپنی تقریر میں کہا: "خواہ ہندو ہماری مدد کریں خواہ نہ کریں، مُسلمانوں کو اپنے برادرانِ وطن کے جذبات کا لحاظ کر کے گاؤ کُشی ترک کر دینا چاہیئے." اَور ایک زمانے میں واقعی یہ حالت تھی کہ معلُوم ہوتا تھا کہ مُسلمان گاؤ کُشی بالکل موقُوف کر دیں گے." خِلافت کمیٹی کے اِس اِجلاس نے عظیمُ الشّان تحریکِ خِلافت کی راہ ہموار کی اَور ترکِ مُوالات کا ایک مُبہم سا تصوُّر دیا." (بحوالہ ذُوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین. "مولانا ظفر علی خان" مطبُوعہ سنگِ میل پبلی کیشنز. لاہور ۱۹۹۳ء. ص ۱۲۳)

کمیٹی کے اجلاس میں خلافت کمیٹی سے کہا گیا کہ وہ مجلس ترکِ موالات (نان کوآپریشن) کے نام سے ایک انتظامیہ بنائے اور مفصل پروگرام مرتب کر کے اس پر عمل درآمد کرائے۔ ۲۲ جون سنہ ۱۹۲۰ء کو مسٹر گاندھی، خلافت کمیٹی اور جمعیتِ علمائے ہند کے رہنماؤں نے ایک مشترکہ منشور کے ذریعے ترکِ موالات کا پروگرام بنایا۔

لہ جمعیتِ علماءِ ہند کا قیام دسمبر ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی مختصر تاریخ اور غرض و غایت تحریکِ پاکستان کے رہنما اور قائدِ اعظم کے معتمد ساتھی حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (م ۱۹۷۰ء) کی زبانی سنیئے، آپ فرماتے ہیں:-

"ــــ دہلی کی جمعیتِ علمائے ہند جسے حضرت مولانا عبدالباری (م ۱۹۲۵ء) اور مولانا محمد علی (م ۱۹۳۱ء) اور حضرت مولانا عبدالماجد صاحب (م ۱۹۳۱ء) رحمۃ اللہ علیہم کے مقدس ہاتھوں قائم ہونے کا شرف حاصل ہوا اس کے قیام کی غرض فقط یہ تھی کہ سیاسی جماعتوں اور ان کے سیاسی مسائل کو شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جانچا جائے اور مذہبی احکام کے ساتھ حضرات علماء مسلمانوں کی سیاسیات میں رہنمائی فرمائیں افسوس کہ یہ جماعت مشرکینِ ہند کی دوستی کی بدولت مسلمانانِ ہند سے کٹ کر کانگریس کی آغوش میں جا پڑی۔ یہی سبب تھا کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری و مولانا محمد علی نے "توسیع نظام علماء" اور اس کے بعد "جمعیتِ علماء کانپور" قائم کی جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین نے امداد و اعانت فرمائی۔ یہ جمعیت اپنے محرکین کی حیات و ممات کے بعد بھی کام کرتی رہی آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ کے بعد سے برابر مسلم لیگ کی تحریکات کی تائید کرتی رہی۔ اس کے ذمہ دار حضرات مسلم لیگ کے پلیٹ

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۱۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو گاندھی نے خلافت کانفرنس کی مجلس عدم تعاون کی طرف سے ترکِ موالات کے منصوبے کا اعلان کر دیا جس کے تحت خطابات کی واپسی، سرکاری عہدوں سے دست برداری، سرکاری مجالس میں عدم شرکت، قانون پیشہ افراد کا وکالت ترک کر دینا، سرکاری مدارس کا مقاطعہ، مجلس اصلاحات کا مقاطعہ اور سودیشی مال کا پروپیگنڈہ شامل تھا۔ جمعیتِ علماءِ ہند اور خلافت کمیٹی کے اراکین سلطنتِ ترکی کے تحفظ کے جنون میں جذبات میں کھو گئے۔ انہیں اس بات کا قطعاً ہوش نہ رہا کہ گاندھی اور اس کی ہندو کانگریس کی یہ وقتی ہمدردیاں انہیں کس مپرسی کی منزل پر چھوڑ کر ان سے الگ ہو جائیں گی۔ اس طرح گزشتہ چند سالوں میں جو تھوڑی بہت سیاسی اور معاشی ترقی ہوئی ہے اسے بھی ناقابلِ برداشت نقصان پہنچے گا۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ گزشتہ)

فارم سے اپنا اسلامی فرض ادا فرما رہے ہیں۔ شملہ کانفرنس کے موقع پر اس جمعیت نے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین کی آواز مسٹر جناح کی تائید میں حاصل کر کے وائسرائے تک پہونچائی یہ مانا کہ "جمعیتِ علماءِ کانپور" حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری یا مولانا منظہر الدین (م ۱۹۳۹ء) صاحب سے زمانۂ حیات کی طرح نمایاں نہ رہی جس کا سبب فقط یہ ہوا کہ اس کے ذمہ دار کارکنان آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریکات میں منہمک ہو گئے۔ اور لیگ کے پلیٹ فارم سے بااوقات مختلف اپنے فرائض کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔"

(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۵ ستمبر ۱۹۴۵ء، ص ۶)

نوٹ:- مولانا موصوف کے مذکورہ بالا بیان کی تائید میں بیس کے قریب دیگر اکابر علمائے بدایوں کے اسماء درج ہیں۔ قادری

۱۹۲۰ء میں گاندھی نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے ایک اور چال چلی جمعیت العلمائے ہند اور خلافتی لیڈروں سے ہندوستان کو دارالحرب قرار دلوا کر ہندوستان سے ہجرت کا فتویٰ جاری کروا دیا۔ گاندھی کی اس سازش کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اجتماعاً ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے جائیں گے۔ اس سارے پروگرام میں ہندوؤں کی چاندی ہی چاندی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے مکانات اور تجارتی مراکز چند ہی دنوں میں ہندوؤں کے ہاتھوں کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر دیئے مسلمانوں کی اس تباہی و بربادی[1] کو دیکھ کر گاندھی اور کانگرسی لیڈر اپنے ناپاک منصوبے کے تحت کام ہوتے دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

تحریک خلافت اور جمعیت علمائے ہند کے زعماء گاندھی سے اتنے مسحور ہو چکے تھے کہ بے شمار ناکردنی باتیں بھی کرنے لگے۔ دستار و جبّہ اور علم و فضل کے باوجود ان سے بعض ناجائز حرکات سرزد ہونے لگیں۔ گاندھی کی قیادت کو ایمان کا جزو تسلیم کیا گیا، اسلامی شعائر کو ترک کر کے شعائرِ کفر اختیار کیے گئے، ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگائے جانے لگے۔ قرآن و حدیث پر ایمان و ایقان کو ایک بت پرست پر نثار کر دیا گیا، قرآن اور گیتا دونوں کو الہامی کتابیں سمجھ کر ایک ہی درجہ دیا گیا، ناپاک ہندوؤں کو مساجد میں لے جا کر انہیں مسلمانوں کے واعظ و خطیب کا درجہ دیا گیا، انہیں منبروں پر بٹھایا گیا، ہندوؤں کی خوشنودی کی خاطر ذبیحہ گاؤ ترک کرنے پر عمل کیا گیا، ماتھوں پر قشقے لگائے گئے، ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا گیا۔ گاندھی کو بالقوہ نبی کہا گیا، اسے مذکر کہا گیا، جمعہ کے خطبات میں اس کی تعریف و توصیف کی گئی، اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو قرآن و حدیث پر منطبق کیا گیا ——

ہاں ہاں اسلام کو برباد کرنے کی یہ سب ناپاک کوششیں خود دعوئے اسلام کرنے والوں کے ہاتھوں سرزد ہوئیں، مسلمانوں کے قومی مفاد کو جس بے دردی سے نقصان پہنچایا گیا، اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے ملی تشخص کو ہندو مذہب میں مدغم کرنے کی ناپاک کوششیں شروع ہو گئیں، جو جمعیت علمائے ہند کے زعماء کے ہاتھوں پروان چڑھ رہی تھیں۔ جمعیت علمائے ہند کے شعلہ بیان مقرر[2] اپنا سارا علمی زور اس پر صرف فرما

---

[1] خلافت کمیٹی کے علم برداروں نے سب سے پہلے ہجرت کا ڈنکہ بجایا۔ ہزاروں سادہ لوح لیکن ایمان کے پکے مسلمانوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کیں، عورتوں کو طلاق دیئے، چھوٹے چھوٹے بال بچوں کو بلکتا چھوڑا۔ ہزاروں کی جانیں پشاور اور کابل کے سڑک پر تلف ہو گئیں۔ بعض منزل مقصود پر پہنچ کر جان بحق ہوئے بعض واپسی پر راہ میں تباہ ہوئے۔ اکثر کا زر پیسہ لوٹا گیا۔ جو بچ کر واپس آئے ان میں سے اکثر گداگری کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح خلافت کمیٹی نے ہزاروں کلمہ گو مسلمانوں کی شہادت اور بربادی کا ثواب حصول کیا۔

لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انہوں نے
کیا دینِ برحق کو بدنام انہوں نے"

(دیکھیئے۔ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۸- اپریل ۱۹۲۱ء اداریہ بعنوان ”معاملہ ہجرت میں صریح ناکامی“)

[2] روزنامہ نوائے وقت، لاہور اپنی ۲۶ اگست ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

”تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس قسم کے دوسرے لوگ مثلاً ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی صدر جمعیت علمائے ہند اپنے دور میں فنِ خطابت کے امام تھے۔ ہندو کانگریس نے ان کے فنِ خطابت ہی کی وجہ سے ان کو بھاری قیمت کے عوض خرید رکھا تھا۔ متحدہ ہندوستان میں جب کانگریس نے رابطۂ عوام کی ہمہ گیر مہم شروع کی تو سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر بے وقوف بنانے کے لیے انہیں حضرات کے فنِ خطابت کا استعمال کیا ——“